دار العلوم حقانیہ خدائی سٹیٹ ہے

یہاں امن و عافیت اور خوشحالی کا دور دورہ ہے

دیوبند کی روشنی اسی نہج پر دار العلوم حقانیہ کی صورت میں پاکستان میں روشن ہے ○ مولانا عبدالحق کو سلام کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں (خان عبدالولی خان)

۷، دسمبر ۱۹۷۲ء کو نیشنل عوامی پارٹی کے راہنما خان عبدالولی خان صاحب ایک تعزیت کے سلسلہ میں اکوڑہ خٹک آئے تو حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی مزاج پرسی اور ملاقات کے لیے دار العلوم بھی تشریف لائے، صوبائی وزیر اطلاعات خان محمد افضل خان بھی ان کے ساتھ تھے۔ دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیثؒ سے ملاقات اور بات چیت کے بعد دار العلوم کے تمام شعبوں کا معائنہ کیا، موصوف دفتر الحق بھی گئے اور سب کچھ دیکھ کر نہایت محظوظ ہوئے۔ طلبہ کے قیام و طعام وغیرہ سہولتوں کی بناء پر آپ نے کہا کہ دار العلوم تو واقعی معنوں میں ایک ویلفیئر سٹیٹ ہے، تو ایک رکنِ دار العلوم جناب حاجی محمد یوسف نے کہا کہ یہ خدائی سٹیٹ ہے اِس لیے یہاں امن و عافیت اور خوشحالی کا دور دورہ ہے۔

طلبہ کی خواہش پر خان عبدالولی خان صاحب نے دار الحدیث میں ایک برجستہ تقریر بھی کی اور اس سے قبل مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ خان عبدالولی خان صاحب نے اپنی جیبِ خاص سے دار العلوم کے لیے ایک سو روپے کا گرانقدر عطیہ بھی دیا۔ دار العلوم کی کتاب الآراء میں اپنے تاثرات میں آپ نے لکھا کہ میں پہلی دفعہ دار العلوم میں بادشاہ خان، دوسری مرتبہ مولانا بھاشانی کی معیت میں حاضر ہوا، اور آج تیسری بار۔ مجھے یقین ہے کہ یہ دار العلوم، دیوبند کی روایات اور شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ جیسے باعمل علماء کا کردار ادا کرتا رہے گا۔

> **مجھے یقین ہے کہ یہ دار العلوم، دیوبند کی روایات اور شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ جیسے باعمل علماء کا کردار ادا کرتا رہے گا۔ (ولی خان)**

خان صاحب نے اپنی تقریر میں کہا ـــ اس دار العلوم کے ساتھ باچا خان کا تعلق یقیناً بہت دیرینہ ہے۔ آپ سب حضرات کو یہ بات معلوم ہو گی کہ باچا خان صاحب جب سیاست میں آئے تو سب سے پہلے آپ دیوبند گئے۔ اور اب تک دیوبند کے علماء اپنے عمل، اپنے کردار، اپنے اُٹھنے بیٹھنے سے اپنی اسلامی تعلیمات سے اور قوم کی اصلاح و تربیت کے لحاظ سے اسلام کی اصل رُوح قائم رکھے ہوئے ہیں ـــ تو بادشاہ خان نے اپنی سیاست کا آغاز دیوبند سے کیا ـــ جیسا کہ ابھی میرے بھائی (مولانا سمیع الحق ایڈیٹر الحق) نے کہا امام الہند مولانا آزادؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، مفتی کفایت اللہ جیسے اکابر ان کے ساتھی تھے ـــ تو اس تحریکِ آزادیٔ ہند کے چلنے کا سرچشمہ دیوبند تھا، وہاں سے یہ چشمہ جاری ہوا۔ برطانوی سامراج کے مقابلہ میں یہی علماء دیوبند تھے کہ کافر فرنگی اور نوآبادیاتی سامراج کے مقابلہ میں اُٹھے، شدائد برداشت کیے، مسلمانوں میں جا کر بے خوفی سے لوگوں کو بیدار کیا۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ دیوبند کی وہی روشنی اسی نہج پر یہاں (دار العلوم حقانیہ) بھی روشن ہے جس نہج پر خود دیوبند اُس سے روشن تھا۔ افسوس کہ وہ دیوبند ہم سے جدا ہو گیا مگر دیوبند ہی کے بڑے اکابر حضرت مفتی محمود صاحب، یہاں ہمارے مولانا (عبدالحقؒ) صاحب یا اِن جیسے دوسرے اکابر، یہ سب اُسی چراغ کی روشنی یہاں بھی روشن کیے ہوئے ہیں۔

خان عبدالولی خان نے طلبہ کو رُوئے سخن متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ ان بڑوں نے سیاسی جد و جہد اور ملک کی آزادی کے لیے جو پُر خار راستہ پکڑا تھا، آپ بھی اپنے عمل سے ثابت کر دکھائیں گے کہ آپ باعمل علماء میں سے ہیں، اور اُمید ہے کہ وہی روشنی آپ کی تعلیم و کردار میں بھی نظر آئے گی جو مولانا مدنیؒ، مفتی کفایت اللہ، مفتی محمودؒ اور خود ہمارے اِن مولانا صاحب (حضرت شیخ الحدیثؒ) نے اپنائی ہے۔

پچھلے دنوں ہمارے درمیان کچھ اختلافات دشمنوں کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے مجھے اس پر افسوس ہے، مگر آج بڑی خوشی اور مبارکباد کی بات ہے کہ اسلام اور پشتو دونوں رشتوں نے علماء کے ساتھ پھر ملا دیا ہے۔ اس صدی میں پہلی بار ہمارے اور آپ کے بزرگوں نے اس ملک کی خدمت کی باگ ڈور سنبھالی ہے، ہمارے اختلافات میں ملک کا نقصان تھا، آج یہ دو صوبائی حکومتیں اور دو پارٹیاں نیپ اور جمعیۃ ملک کی سلامتی اور اصول کے لیے میدان میں اُتری ہیں اور سب کا مشترکہ فرض ہے کہ ان قوتوں کو اور بھی مضبوط کریں۔

بہر حال میں یہاں ایک تعزیت کے لیے حاضر ہوا تھا تو اپنا فرض سمجھا کہ حضرت مولانا صاحب کو بھی سلام کرتا جاؤں، یہ ہمارے بڑے ہیں اور میرے والد صاحب ان کے دوست ہیں، ان کی محبت تھی تو میں بھی ان کی سُنّت جاری رکھنا چاہتا ہوں۔